ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

ریڈیائی ڈراما کے فروغ میں ریڈیو مظفر آباد آزاد کشمیر کا کردار

THE ROLE OF RADIO AZAD KASHMIR MUZAFFARABAD IN PROMOTION OF URDU RADIO DRAMA

۱۔عابد علی، پی ایچ ڈی اردو ریسرچ سکالر، شعبۂ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

۲۔ حسنین خان، پی ایچ ڈی اردو ریسرچ سکالر، شعبۂ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

۳۔ڈاکٹر صدف فاطمہ، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ یونیورسٹی آف کراچی

Abstract

Radio Muzaffarabad played an important role in the Development of drama in Azad Kashmir Radio Azad Kashmir drama not only developed the drama but also Proved to be the main source of Urdu language promotion Apart from this' artists at the local level had great opportunity to bring their skills to work.

Keywords: Development' proved' source' promotion' opportunity' skill.

کسی بھی زبان کے فروغ میں اس کے ذرائع ابلاغ کا بہت بڑا دخل رہا ہے، اسی طرح اردو زبان و ادب کے فروغ میں اخبارات کے علاوہ دوسرے ذرائع ابلاغ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بھی اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ ذرائع ابلاغ میں ریڈیو نشریات کو اولیت حاصل ہے۔ ریڈیو پر عام طور پر وہ تمام چیزیں نشر کی جاتی ہیں، جن میں نہ صرف عوام سے تعلق ہوتا ہے بلکہ ادبی پروگرام، تبصرے، مشاعرے اور شامِ غزل کی طرز پر خصوصی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ ریڈیو پر نشر ہونے والے پروگرام ادبی ہوں یا غیر ادبی، مواد سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ان پروگراموں کی زبان میں سادگی اور سلاست ہوتی ہے۔

ڈراما کا فن تکنیک اور اسلوب کے لحاظ سے ایسا ہے، جو کردار کے وسیلے سے اپنے سامعین پر زندگی اور ماحول کے پس منظر میں اپنی صلاحیت کا اظہار کرتا ہے، تنقید کے ذریعے حقائق کو منکشف کرتا ہے۔ دراصل ڈراما سے بنی نوع انسان کی حیات میں ترقی و بہتری آئی ہے۔ بنظرِ غائر دیکھا جائے تو دنیا کی مختلف تہذیبوں میں ڈراما اس خاص مقصد میں بہت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ تاریخِ ڈراما پر اگر عالمی سطح پر دیکھا جائے تو پتہ چلتا کہ ڈراما کو ہر طرح کے عنوانات کی تشہیر کے لیے بے حد کامیابی سے استعمال کیا گیا۔ ریڈیو نشریات کے ذریعے سامعین کو نہ صرف اطلاعات اور معلومات فراہم کی جاتی ہیں بلکہ مختلف مسائل کے متعلق ان میں بے داری بھی لائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تفریحی پروگرام اور موسیقی بھی پیش کی جاتی ہے، جس سے سامعین اپنی اپنی دل چسپی کے مطابق لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ناٹک، تھیٹر و اسٹیج کے ادوار میں غیر ادبی پروگراموں کی بدولت عوام کی ایک بڑی تعداد تھیٹر و اسٹیج سے گریزاں تھی، جس کی ایک بڑی وجہ فحش و غیر ادبی مکالمے تھے۔ چناں چہ ریڈیو نے عوام میں ادبی انقلاب برپا کیا۔ بہت سے نئے باصلاحیت ادیبوں اور ڈراما نگاروں نے اپنی اپنی قابلیت کی بنا پر عوام الناس میں مقبولیت پائی اور دیکھتے ہی دیکھتے ریڈیو ڈرامے نے ایک منفرد مقام حاصل کر لیا۔ مشہور ڈراما نگار آغا ناصر ریڈیو ڈرامے کے متعلق رقم طراز ہیں:

"ریڈیو کے ڈراما نگاروں، پروڈیوسروں اور صداکاروں نے ایسے ایسے مقبول اور معیاری پروگرام پیش کیے جن کی یاد۔۔۔ کو ریڈیائی ڈراما کی۔۔۔ میں پیش کیا گیا، جو آج بھی سامعین کے دلوں میں زندہ ہیں۔"(۱)

پاکستان کے دوسرے ریڈیو اسٹیشنز کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر ریڈیو مظفر آباد نے بھی بہت کم عرصے میں مقبولیت حاصل کی، جس کی بنیادی وجہ معیاری اور ادبی پروگراموں کے ساتھ ساتھ بہترین موضوعات پر مبنی نشری ڈرامے تھے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۰ء میں نشریات شروع کرنے بعد ریڈیو مظفر آباد نے ڈراما کے شعبہ میں جو Activities اور پروڈکشن کا معیار دیکھا وہ بلاشبہ دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ترین ملک سے کم نہ تھا۔ اس ریڈیو اسٹیشن نے ریڈیو کے ڈرامائی پروگراموں کے سلسلے میں ایسے ایسے کامیاب تجربات کیے جن کی نظیر نہیں ملتی۔ گورکھ دھندا، آزادی ایکسپریس، چنار جلتے ہیں، خون اور مہک، چناروں کے آنسو اور آزادی ڈراموں کی چند ایسی مثالیں ہیں جو آج بھی سامعین کے دلوں میں زندہ ہیں۔ بقول بشیر مراد:

"ریڈیو آزاد کشمیر سے نشر ہونے والے ڈراموں چوپٹ راج، خون اور مہک، چنار جلتے ہیں اور آزادی ایکسپریس ایسے ڈرامے ہیں جنھیں مقامی سطح پر بے حد پذیرائی ملی اور۔۔۔ ریڈیو ڈراما کے لیے مقامی زبانوں جن میں پہاڑی، گوجری

اور کشمیری شامل تھیں میں بھی ڈرامے پیش کیے گئے جن سے مقامی سطح پر ڈراما نگاروں اور صداکاروں کی تلاش میں بھی بڑی حد تک مدد ملی۔"(۲)

آزاد کشمیر ریڈیو مظفر باد پاکستان کے دوسرے نشریاتی اداروں سے اایسے بھی مختلف ہے کہ اس ادارے نے نظریۂ تکمیل پاکستان کی ضرورت اور اہمیت کو بھی بھرپور انداز میں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ وادیٔ کشمیر میں حریت پسندوں کو فکری و نظری شعور بخشا۔ ریڈیو مظفر آباد نے ہمیشہ اسی مقصد کو بھرپور انداز میں پیش کیا۔ آزاد کشمیر ریڈیو کی نشریات کے آغاز ہی سے مسعود قریشی جیسے نامور اور باصلاحیت ادیب و ڈراما نگار کی خدمات حاصل ہوئیں۔ بحیثیت اسٹیشن ڈائریکٹر یہ ان کی ذمہ داری بھی تھی کہ وہ یہاں دیگر پروگراموں کے ساتھ ساتھ ڈرامے کی حشتِ اول بھی رکھتے۔ چناں چہ اس ذمہ داری سے عہدہ براں ہونے کے لیے انھوں ے نے یکے بعد دیگرے دو شاہ کار ڈرامے تحریر کیے، جو خود ہی پروڈیوس بھی کیے۔ چوپٹ راج اور فوج دار فوجا سنگھ یہ دو ایسے ڈرامے تھے جن میں ڈراما تکنیک اپنے اوج پر دکھائی دیتی ہے۔ نمایاں بات ان ڈراموں میں یہ تھی کہ یہ بیک وقت اسٹیج اور نشر بھی ہوئے۔ اس لیے انھیں ناظرین اور سامعین سے بیک وقت مقبولت ملی۔ ان شاہ کار ڈراموں کے متعلق ریڈیو مظفر آباد آزاد کشمیر کے سینئر پروڈیوسر اور ڈراما نگار ملک بشیر مراد لکھتے ہیں:

"ڈراما چوپٹ راج ریڈیو آزاد کشمیر سے نشر ہونے والا پہلا ڈراما ہے جسے یہاں کے پہلے اسٹیشن ڈائریکٹر مسعود قریشی نے تحریر کیا اور خود ہی پروڈیوس بھی کیا۔"(۳)

۱۹۶۲ء کے بعد کشمیر کی دھرتی سے الطاف حسین قریشی اور احمد شمیم کے لکھے گئے ڈراموں "گجری" اور "شالاٹینگ کی دلہن" کو منفرد کہانی کی بنا پر عوام میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان دونوں ڈراما نگاروں نے ریڈیو آزاد کشمیر میں ڈراما کی ترقی و تعمیر میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ڈراما "شالاٹینگ کی دلہن" میں کشمیر کی خوب صورت وادی کے بے بس گاؤں شالاٹینگ پر بھارتی افواج کے پے در پے مظالم کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ اس ڈراما میں مرکزی کرداروں عفت اور مقبول کے ہنستے بستے خاندانوں پر بھارتی بربریت کے بعد مقبول اور عفت کی بے بسی کے عالم میں موت اور مرنے کے بعد گاؤں شالاٹینگ میں بین کرتی ہوئی عفت کی بے چین رُوح کو دکھایا گیا ہے۔ یہ ڈراما مقبوضہ کشمیر کی تحریکِ آزادی کے پس منظر میں لکھا گیا اور یہ دکھانے کی سعی کی گئی کہ کیسے بھارتی مظالم کے شراروں نے کشمیر کے سمن زاروں میں آگ لگادی۔ اس کے ساتھ اس ڈراما میں کشمیریوں کی آزادی کی خاطر دی جانے والی قربانیوں کو مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے، جو اس امر کا ثبوت ہے کہ سات دہائیوں سے بھی زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود کشمیریوں کے عزم کو متزلزل نہیں کیا جاسکا بلکہ خواتین اور نہتے کشمیریوں پر بے پناہ مظالم نے تحریکِ آزادی کو ایک نیا شباب عطا کیا ہے۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

"کشمیریوں پر قابض بھارتی افواج کے بے پناہ مظالم کے باوجود بھی کشمیریوں کے حوصلے کو متزلزل نہیں کیا جاسکا۔ راہِ آزادی میں ہزاروں نوجوانوں کی شہادت کے باوصف کشمیری آج بھی بھارتی مظالم کے آگے اُسی طرح سینہ سپر ہیں۔"(۴)

تحریک آزادی کے پس مظر میں پیش کیے گئے ڈراموں کو نہ صرف وادیٔ کشمیر بلکہ پاکستان اور مقبوضہ وادی میں بھی خاصی مقبولیت حاصل ہوئی، جس سے تحریکِ آزادی کو بھی تقویت ملی۔ تاہم وادی کشمیر اور سری نگر میں تحریک آزادیٔ کشمیر کے موضوع پر پیش کیے جانے والے ڈراموں کی عوام میں شہرت اور دل چسپی سے گھبرا کر بھارتی حکومت نے مقبوضہ وادی میں ریڈیو آزاد کشمیر کی نشریات کو مکمل بند کر دیا۔ تاہم ریڈیو مظفر آباد نے بھارتی حکومت کے ان اوچھے ہتھکنڈوں کے باوجود موضوعاتی ڈراموں کو بہترین انداز میں جاری رکھا۔ پروفیسر فتح محمد ملک لکھتے ہیں:

"ریڈیو کشمیر نے موضوعاتی اور تحریکی ڈراما کے ذریعے تحریکِ آزائ کشمیر کے لیے توانا و مضبوط سپاہی کا کردار ادا کیا۔"(۵)

اس عرصے میں پیش ہونے والے نشری ڈراموں کے بیش تر موضوعات میں تحریک آزادیٔ کشمیر کو موضوعِ بحث بنایا گیا، جس میں کشمری عوام کی آزادی کے لیے دی جانے والی لازوال قربانیوں کا ذکر ملتا ہے، جو ریڈیو آزاد کشمیر کے تحریک آزادی پر نشر ہونے والے ریڈیائی ڈراما کی کامیابی کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ ریڈیو مظفر آبا نے ۱۹۷۰ء تک جو نمایاں ڈرامے پیش کیے ان میں قلوپطرہ کی ایک رات، قرطبہ کا قاضی، رستم و سہراب، طارق بن زیاد، جنرل بخت خان، بیدرے، یوں بھی ہوتا ہے، جمیلہ، باغی، الٹ پھیر، منزل بہ منزل، آیانے سُہانے اور ڈراما فاصلہ کو خاصہ شہرت ملی۔ علاقائی طور پر فن کاروں کی کمی کی وجہ سے بہت سارے ڈرامے پاکستان سے بھی حاصل کیے۔ جن پاکستانی ڈراما نگاروں کے ڈرامے ریڈیو آزاد کشمیر سے پیش کیے ان نمایاں ناموں میں بانو قدسیہ، سلیم رفیقی، الطاف قریشی، سجاد حیدر، سلیم احمد، الطاف پرواز، آغا حشر کاشمیری، رضیہ بٹ اور اختر امام مشہدی شامل تھے۔ ۱۹۷۰ء کے بعد ریڈیو آزاد کشمیر کی ترقی کا دور شروع ہوا کیوں کہ اس دور میں ریڈیو مظفر آباد کو بہت سے نئے مقامی باصلاحیت لوگ ملے۔ خاص طور پر صداکاری کے میدان میں ایک نئی کھیپ تیار

ہوگئی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ٹیلی ویژن کے ڈراموں نے ریڈیو ڈراموں کو کافی حد تک کمزور کر دیا تھا۔ تاہم ریڈیو ڈراما اب بھی تواتر سے پیش کیا جاتا رہا۔ اس دور میں اردو ڈراموں کے ساتھ ساتھ مقامی زبانوں میں بھی ڈرامے نشر کیے گئے۔ ان ڈراموں میں مقامی ڈراما نگاروں کے ڈراموں کو پیش کیا گیا، جس میں گرد و پیش کے مسائل اور موضوعات پر مبنی خوب صورت ڈرامے شامل تھے۔ ملک بشیر مراد لکھتے ہیں:

> "مقامی ڈراما نگاروں میں سے بہت سے نام سامنے آئے جن میں پروفیسر نصر اللہ خان، پروفیسر اختر امام مشہدی، اصغر قریشی، خواجہ حمید ممتاز، محمود احمد، ڈاکٹر صابر آفاقی، فدا حسین کاظمی، عبدالحفیظ سالب اور خاور لدھیانوی قابلِ ذکر ہیں۔ جن مقامی صداکاروں نے ڈرامے کے میدان میں اپنا مقام پیدا کیا ان میں دلشاد بانو، ریحانہ فاروقی، نازنین اختر، شہناز نازلی، نذیر فاضلی، غلام دین وانی، ناہید قریشی، فدا حسین کاظمی، رشیدہ کیانی اور گلزار بٹ وغیرہ نمایاں ہیں"۔(۶)

اس دور میں ریڈیو مظفر آباد میں بہت سے باصلاحیت ڈراما نگار جو بیک وقت ڈراما نگار، صداکار اور پروڈیوسر بھی تھے شامل ہوئے۔ جن میں ملک بشیر مراد، سردار اشتیاق آتش، اشرف کیانی اور مجاہد شیراز شامل تھے۔ جنھوں نے شبانہ روز محنت سے اردو ریڈیائی ڈراما کو اوجِ کمال بخشا۔ ریڈیو آزاد کشمیر نے مقامی طور پر ہی نہیں عالمی سطح پر بھی اردو ریڈیائی ڈراما کو متعارف کروایا۔ اس ریڈیو سٹیشن سے نشر ہونے والے ڈراموں کے موضوعات کو ہی ضروری ردوبدل کے بعد ٹیلی ویژن پر پیش کی گیا۔ ڈراما امانت، خوشبو، خون اور مہک، گورکھ دھند، آزادی ایکسپریس اور ڈراما درد کی کہانی کے اسکرپٹ کو مقامی ٹی وی چینلز کے علاوہ ملکی سطح پر بھی پیش کیا گیا، جنھیں بہترین ادبی مکالموں، منفرد موضوعات اور خوب صورت کہانی کی بناء پر عوام میں بے حد پذیرائی ملی۔ چناں چہ ہر دور میں ریڈیو پروگراموں کو شہرت ملی۔

آج بھی بیش تر ایف۔ ایم ریڈیو کے پروگرام پیش کرتے ہیں۔ جس میں میر و غالب سے لے کر دورِ حاضر کے شاعروں کی غزلیں ہوتی ہیں۔ ریڈیائی ڈراموں، مشاعروں، گیت، غزل، قوالی کی وجہ سے ریڈیو آج بھی عوام میں کافی مقبول ہوا ہے، جس کی وجہ سے قومی زبان کے ساتھ ساتھ مقامی زبانوں کے فروغ میں بھی کافی حد تک مدد ملی ہے۔ خواجہ اکرام الدین کے مطابق:

> "یہ بات بلاشبہ کہی جاسکتی ہے کہ ریڈیو کی نشریات کے آغاز کے بعد ریڈیائی ڈراما اور دوسرے پروگراموں کے ذریعے اردو کی مقبولیت میں کافی اضافہ ہوا۔ ریڈیو ڈراما ہو یا زبان و ادب پر مبنی دوسرے پروگرام ریڈیو نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ ریڈیو ڈراما اور دوسرے پروگرام جن میں آواز و انداز، شعر و نغمہ اور ادب کے دوسرے پروگرام اردو کے فروغ میں کافی مددگار ثابت ہوئے ہیں۔"(۷)

بالآخر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ریڈیو آزاد کشمیر نے جہاں اردو زبان و ادب کے فروغ کی خدمات دی ہیں وہیں ریڈیائی ڈراما کے لامحدود امکانات کو وسعت اور گہرائی دی ہے۔

ریڈیو آزاد کشمیر مظفر آباد کے تمام فن کاروں نے اپنی پوری ہنر مندی اور فنی بصیرتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ریڈیو ڈراما کو سنوار کر اس طرح پیش کیا کہ ان ڈراموں کے موضوعات اور چاچا گل خیر و جیسے لازوال کردار ادا کیے جنھیں عوام آج بھی بُھلا نہیں پائی۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ریڈیو آزاد کشمیر مظفر آباد کی اُردو ریڈیائی ڈراما کے لیے خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ جات

۱۔ آغا ناصر، ڈرامے کے فروغ میں ریڈیو پاکستان کا کردار، مضمون مشمولہ: آہنگ، پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن، کراچی، جوالائی ۲۰۰۶ء، ص ۲۴
۲۔ ملک بشیر مراد، آزاد کشمیر ریڈیو مظفر آباد کے ۴۵ سال، مضمون مشمولہ: ماہنامہ آہنگ، پی بی سی، کراچی، جولائی ۲۰۰۶ء، ص ۲۸
۳۔ ایضاً
۴۔ پروفیسر خورشید احمد تحریک آزادی کشمیر، بدلتے حالات اور پاکستان کی پالیسی، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۲۰۱۶ء، ص ۸
۵۔ پروفیسر فتح محمد ملک، پاکستان میں اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۶ء، ص ۱۶۹
۶۔ ملک بشیر مراد، آزاد کشمیر ریڈیو مظفر آباد کے ۴۵ سال، مضمون مشمولہ: ماہنامہ آہنگ، پی بی سی، کراچی، جوالائی ۲۰۰۶ء، ص ۲۸
۷۔ خواجہ اکرام الدین، اکیسویں صدی میں اُردو فروغ کا امکان، قومی کونسل برائے فروغ اردو، دہلی، ۲۰۱۴ء